صاحب علیہ السلام نے قلم اور زبان سے کام لینا خوب سمجھا۔ اس لئے یقیناً اشتعال انگیزی کی مجرم ہر طرح سے آریہ سماج ہے۔

پھر پنڈت صاحب کا قادیان کے آریہ سماج کے جلسہ میں مرزا صاحب قبلہ کی طرف سے نسیم دعوت کتاب کے بطور تحفہ دیئے جانیکو گالیوں کی بوچھاڑ اور مہمان نوازی کے خلاف بیان کرنا سراسر غلطی ہے۔ وجہ یہ کہ جناب مرزا صاحب نے تو پنڈت صاحب کو بلایا ہی نہ تھا۔ اور نہ پنڈت صاحب میرزا صاحب کے پاس ہی گئے تھے۔ لیکن خوش فہمی جب تعصب کے ساتھ مرکب ہو جائے تو سوچنے سمجھنے کے لائق بھی انسان کو نہیں رکھتی۔ واقعات حقہ اس امر کا ثبوت دیتے ہیں کہ اشتعال انگیزی کا پارٹ ہمیشہ آریہ سماج نے ہی لیا ہے اور مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے۔ وہ بطور ڈیفنس کے چنانچہ کئی آریہ سماج کے اپدیشک کئی جگہ کھلم کھلا اسلام کے خلاف اشتعال انگیز ہرزہ درائی کرتے ہوئے دیکھے گئے اور دیکھے جاتے ہیں پنڈت صاحب کی سراسر غلطی ہے کہ وہ آریوں کے ساتھ ہندوؤں کو لپیٹتے ہوئے مسلمانوں کے حملوں کا ذکر کرتے اور مسئلہ نیوگ کی بہتان بندی کرنیکا موجب قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ہندو صاحبان نیوگ کو خطرناک فعل قرار دیکر مثل مسلمانوں کے اس کے منکر ہیں۔ اگر آریہ سماج واقعی ان کے نکتہ خیال میں عالمگیر مذہب ہے اور آریہ سماج ساری دنیا کو شکوک رفع کرنے کیلئے چیلنج دیتا ہے تو براہ کرم پنڈت صاحب اپنے اخبار ہندوستان میں اس کیلئے چند صفحے کھولکر اس عاجز کے شکوک متعلقہ آریہ سماج رفع کرنے اور آریہ سماج کو عالمگیر مذہب ثابت کرنیکی کوشش کریں تاکہ یقین کیا جا سکے کہ واقعی آریہ سماج سب کو خوش آمدید کہتا ہے۔ اگر یہ نہ کیا جائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ آریہ سماج کی ایسی تعریف قابل قدر نہیں۔ جب سوامی صاحب مسئلہ نیوگ کے ذریعہ دل کھولکر فحش داستان چھوڑ گئے ہیں تو مسلمانوں کو کیا غرض ہے کہ وہ دل آزار حملے کریں کیونکہ اول تو یہ امر مسلمانوں کی پوزیشن کے خلاف ہے۔ دوسرے آریہ سماج مسئلہ نیوگ پر دیکر کے پرچول دیکر بھی نہیں سکتی اور نہ اس کے ذکر اذکار کو فحش اور دل آزار حملے ہی قرار دے سکتی ہے۔ رہا مسئلہ نیوگ کے ذکر اذکار کے وقت آریوں کا اف تک نہ کرنا اول تو محض غلط اور واقعات حقہ کے خلاف ہے۔ دوسرے سوامی صاحب کے ارشادات کیوجہ سے آریہ سماجی اف تک کرنے کے قابل بھی نہیں اور چاروناچار انکو یہ ناگوار سیال برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اور اس معاملہ میں انکی یہ بحال اگر برداشت مانی بھی جائے تاہم وہ اس اشتعال انگیزی کے الزام سے بری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ سماج کی تعلیم نے ان کو اس معاملہ میں دلیری کرنے کی جرأت دی ہے۔

القصہ

ہم پنڈت صاحب کی خدمت میں بادب التماس کرتے ہیں کہ وہ واقعات حقہ کے خلاف زبان شریف کو حرکت دینے سے باز رہا کریں۔ ہم ان کو لیکھرام اور سوامی صاحب کی

تعریف کرنے سے منع نہیں کرتے۔ لیکن وہ مسلمانوں کو خواہ مخواہ الزام لگانے کی صورت میں آریہ سماج کو اشتعال انگیز پالیسی سے بری ٹھہرانے کیلئے جدوجہد کریں گے تو ان کی اس مغالطہ دہی کی تردید کیلئے مسلمان لنگر لنگوٹے کس کر ڈٹ جائیں گے ؎

سمجھانے سے ہے ہمیں سروکار
اب مانے نہ مانے وہ مختار

(راقم آریوں کا قدیم خیر خواہ محمد حسین از لاہور، بھاٹی)

ناصر کی نصرت کرو

خواہ تم جاگو نہ جاگو میں جگاؤں گا تم سنو نہ سنو
میں تو سناؤں گا تمہیں

اے میرے پیارے احمدی احباب یہ تو ناممکن ہے کہ ایک کسی شخص کی بات کل زمانہ مان لے۔ مگر میرا تمہارا ایسا رشتہ ہے کہ میری التجا تمہیں منظور فرمانی ہے مناسب ہے۔ خصوصاً ایسی عرض جس میں سراسر تمہاری بھلائی ہے۔ قادیان کے اصحاب صفہ جنکا ذکر حضرت صاحب کے الہام میں ہے۔ اور جن کے لئے فرشتہ روٹی لایا تھا۔ جو لنگر خانہ میں کھاتے ہیں۔ مگر جو ان میں سے عیال والے ہیں۔ وہ بے در و بے گھر ہونے کے سبب سے سخت تکلیف پا رہے ہیں۔ ان کے مکانوں کے لئے حضرت نواب محمد علیخاں صاحب نے ایک قطعہ زمین عطا فرمایا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک گھر بنوا دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جمیں سے ایک سو روپیہ پیشگی بھی عنایت فرما دیا ہے۔ اس زمین میں ۲۲ گھر تیار ہوں گے۔ اور ہر ایک گھر پر تین سو روپیہ اندازاً خرچ آئیگا۔ اس حساب کل چھ ہزار چھ سو روپیہ کی ضرورت ہے سب دوست توجہ فرما دیں۔ تو کچھ مشکل نہیں ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

دو دل یک شود بشکند کوہ را ✤ پراگندگی آرد انبوہ را

تم تو ماشاء اللہ ہزاروں لاکھوں ہو۔ اگر متفقہ کوشش کرو تو ایک دن میں یہ روپیہ بہم پہنچا سکتے ہو۔ حضور صاً بعض احباب ایسے بھی ہیں کہ جنہوں نے ہنوز کچھ چندہ عطا نہیں فرمایا بعض بفضل خدا متمول بھی ہیں جیسے کہ ہمارے حضرت صاحب کے بڑے مخلص شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر ہیں اگر چاہیں تو ایک مکان بآسانی بنا سکتے ہیں۔ اور حیدرآباد کے محمد رضوی صاحب۔ سیالکوٹ کے چوہدری نصر اللہ خاں صاحب شیخ محمد حسین صاحب برادران منیجر کاٹن ملز لائل پور و سرگودہا و محمد حسین خانصاحب افسر انہار ریاست بہاولپور۔ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن احمدیہ بلڈنگ لاہور۔ اسمٰعیل آدم صاحب سوداگر جنیری بمبئی۔ میاں چراغدین صاحب رئیس لاہور۔ وارث میاں سلطان صاحب ٹھیکیدار۔ غلام محمد صاحب رئیس لاہور۔ اور بھی کئی صاحب ہیں۔ جنکا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے مجھے مفصل معلوم نہیں۔ چند آدمی حضرت خلیفۃ المسیح کیطرح ایک ایک گھر بنوا دیں۔ دوسرے حسب حیثیت نصف یا چوتھا حصہ مکان کا بنوا دیں۔

اور جو ان سے بھی کم مالدار ہیں وہ آٹھواں حصہ سولہواں حصہ بنوا دیں لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا جو

اور بھی کم استطاعت ہیں۔ وہ دس پانچ ہی عنایت فرما کر ممنون کریں اور جو غریب ہیں وہ بھی کچھ نہ کچھ دے کر ثواب حاصل کریں۔ غرضیکہ قطرہ قطرہ سیلو ندریا۔ کو مد نظر رکھکر تھوڑا تھوڑا اس کار خیر میں دیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کے امیدوار رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نیتوں کو دیکھتا ہے لن ینال اللّٰہ لحومها و لا دماؤها و لکن یناله التقوی منکم متقی بننے کیلئے جیسے نماز پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح حسب حیثیت کچھ لمعد فی لمعد غربا پر خرچ کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ جنکے نام اوپر لکھے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض احباب نے مجھے چندہ وقتاً فوقتاً دیا بھی ہے۔ اور آئندہ ان کی مہربانی کی امید ہے کہ اور بھی ضعفا قادیان کیلئے عطا فرما دینگے کسی نے کیا خوب مصرع کہا ہے
ع :۔ نام ہو آپکا اور کام ہمارا ہو جائے۔
لیکن ہماری جماعت کے لائق یوں ہے ع :۔
اجر ہو آپ کو اور کام ہمارا ہو جائے

کلام امیر (از بدر)

بدعات سے بچو! ایک دوست کا خط آیا کہ میں اپنے بچہ کا ختنہ کرانا چاہتا ہوں۔ ہماری قوم میں اس کے متعلق بڑی بڑی رسمیں ہیں۔ حضور کوئی ایسی ہدایت فرما دیں کہ جس سے ان رسوم کی پابندی ٹوٹ جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا میں کوئی اور دستور العمل قائم کرنا نہیں چاہتا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو حکم ہے۔ وہ تو اس سے زیادہ نہیں کہ ختنہ میں جو چمڑا کاٹنے کے لائق ہے وہ کاٹ دیا جاوے اور کوئی بات اس موقعہ پر ثابت نہیں جسکا میں حکم دوں۔

فرمایا ختنہ کی رسوم کا ایک نتیجہ میں نے خود دیکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ مالیر کوٹلہ میں ایک قوم نے اخراجات رسوم کے میسر نہ ہونے کیوجہ سے ختنہ کرنا ترک کر دیا تھا۔ پہلے ایک شخص نے اخراجات کے نہ ہونے کیوجہ سے ختنہ نہ کرایا۔ اور پھر آہستہ آہستہ دوسرے لوگوں نے بھی اسی کی تقلید کی۔ آخر ان کے ایک مجتہد کو ان سب کا ختنہ کرنا پڑا۔ (درمیان میں)

ایک اور دوست نے ذکر کیا کہ ایک قوم کے بعض آدمیوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ہماری برادری کے ہمیشہ دو حصے رہتے ہیں۔ اور ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے۔ کہ ساری برادری کا اتفاق نہ ہو جائے۔ بلکہ اگر کوئی موقعہ شادی غمی کا آجاوے تو کثیر اخراجات کے خوف سے عمداً (اتفاق ہو تو) تو ایک حصہ برادری سے پھوٹ کر لینی پڑتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے نہایت قریبی رشتہ کے گھر میں ایک موقعہ شادی کا تھا۔ انہوں نے ادائے رسوم کا خیال کیا۔ تو میں نے کہا اگر ایسا کرو گے تو میں کبھی شریک نہ ہونگا۔ انہوں نے جب نہ مانا تو میں نے اس روز انکا کھانا ہی چھوڑ دیا اور گھر میں میری بیوی الگ کھانا پکاتی تھی۔ اس موقعہ پر میری مخالفت ہوئی۔ مگر بعد میں میں نے دیکھا کہ وہ تمام برادریاں جنکی خاطر رسمیں ادا ہوئی تھیں سب کی سب ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ اور ان رسموں نے

فرمایا۔ ایک بہت بڑا آدمی تھا۔ اس کی لڑکی کے نکاح کیلئے بیسیوں پیغام ہوئے وہ سب کی حقارت کر دیتا تھا۔ کسی کو رشتہ دیا۔ آخر دونوں بہن بھائی جب تنگ آگئے۔ تو انہوں نے عیسائی ہونے کی تجویز کی۔ لڑکی کے بپتسمہ کے موقعہ پر ایک نہایت ادنیٰ چمار نے بھی بپتسمہ پایا۔ پادری نے اسی وقت گرجا میں دونوں کی دینی اخوۃ بنا کر نکاح کر دیا۔ اور اس سے اس شخص کی ساری عزت برباد ہو گئی۔ وہ پھر رسوم کی پابندی کے بہت مجھ سے مانع ہیں۔

ہندو کنچنیاں

ایک اور دوست نے ذکر کیا۔ کہ فلاں شخص نے ایک موقعہ پر کہا ہے کہ فلاں فلاں قوم میں سے کنچنیاں بنتی ہیں۔

فرمایا۔ کیا ہندوؤں میں کنچنیاں نہیں اس کو خبر نہیں۔ ہندوؤں میں پانچ قسم کی کنچنیاں موجود ہیں۔ ایک قسم طبقہ کے لئے۔ دوسری قسم علماء کیلئے۔ تیسری قسم فقراء سجادہ نشینوں کے لئے۔ چوتھی قسم عوام ہندوؤں کیلئے۔ پانچویں قسم تمام دنیا کے لئے۔

بنارس میں یہ پانچوں قسم کی کنچنیاں موجود ہیں۔ اور دیسے ہمارے پنجاب میں اس مذہب کے لوگ ہندوؤں میں کثرت ہیں۔ امرتسر۔ لاہور۔ گوجرات۔ سیالکوٹ۔ بھیرہ۔ راولپنڈی میں ⅓ حصہ اس مذہب کے پیرو ہیں۔ میرے پاس ان کی کتابیں موجود ہیں۔ اور میں ان لوگوں کو جانتا ہوں۔

ایک مبشر رؤیا

زوجہ محترمہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن سیتاپور کا ایک خواب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا۔ جو انہیں کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے ایک بشارت پیدا ہوتی ہے کہ جو سڑک قرب الٰہی کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تیار کر رہے تھے۔ وہ اب بہت کچھ صاف ہو چلی ہے۔ اور وقت آگیا ہے کہ تمام درمیانی دقتیں رفع ہو کر مخلوقات کیواسطے ہدایت کا پانا آسان ہو جاوے۔

دیکھا کہ کسی دو منزلہ مکان کی درمیانی یا اوپر کی منزل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں حضور کا چہرہ نورانی۔ لباس عمدہ اور قبلہ رخ چل رہے ہیں مجھے مخاطب کر کے فرمایا "آ و تمہیں دکھلائیں کیسے ہمارے گھر میں چیزیں کیسی راستہ میں بکھری پڑی ہوئی تھیں۔ اب پہلے سے کچھ راستہ صاف رہتا ہے"۔ آپ کے ایسا فرمانے پر چند چیزیں جو راہ میں پڑی تھیں۔ ان کو میں نے اٹھا کر ایک طرف کر دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود نے فرمایا "مولوی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح سے مراد ہے) سے خدا بہت خوش ہے۔ پانچوں وقت ننگے پاؤں وضو کیا۔ پاؤں دھوئے۔ نمازیں پڑھیں۔ اور دنیا میں آکر بہت محنت کی ہے۔ کبھی تکلف نہیں کیا۔ جیسا جہاں کھانا ملگیا کھا کر بے تکلف بیٹھ کر پھر کام میں لگ گئے۔ یا گھر سے باہر چلے گئے۔ اسلئے خدا ان سے بہت خوش ہے"۔ خدا تم سے (مراد حاضرین۔ خلیفہ رشید الدین و ان کی زوجہ) بھی خوش ہے۔ لیکن اتنا نہیں جتنا مولوی صاحب سے۔ کوشش کرو اور راستہ میں کوئی چیز ہو تو اس کو اٹھا کر راستہ صاف کر دو۔ فقط

حضرت خلیفۃ المسیح ؓ نے فرمایا۔ کہ ایک بینظیر خواب ہے۔ اس میں راستہ تو وہی صراط المستقیم ہے۔ اس کو صاف کرنا چاہیئے۔ اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کو دور کرنا چاہیئے۔ پھر فرمایا اس خواب سے اہل تشیع کا بھی رد ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پاؤں نہیں دھوتے اور اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ پاؤں دھونے سے خوش ہوتا ہے۔

عید میلاد بدعت ہے

جماعت شملہ کا خط پیش ہوا کہ پیسہ اخبار میں یہ خبر پڑھ کر گزشتہ عید میلاد کے دن لاہور کی احمدیہ جماعت کے ایک جلسہ میں خواجہ صاحب لیکچر دیں گے۔ ہم نے بھی عید میلاد کا جلسہ منعقد کیا۔ اس کے متعلق حضور کا کیا حکم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ عید میلاد بدعت ہے۔ عیدیں دو ہی ہیں۔ اس طرح تو لوگ نئی نئی عیدیں بنانے جائیں گے۔ اور احمدی کہیں گے کہ مرزا صاحب پر الہام اول کے دن ایک عید ہو۔ اور یوم وصال پر عید ہو۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے محب تو صحابہؓ تھے۔ انھوں نے کوئی تیسری عید نہیں بنائی۔ بلکہ ان کا یہی مسلک رہا کہ ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

اگر عید میلاد جائز ہوتی۔ تو حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے محب تھے وہ مناتے ایسی عید نکالنا جہالت کی بات ہے۔ اور نکالنے والے صرف عوام کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ ان میں کوئی دینی جوش نہیں۔

مخالفین سے نیکی کرو

تکفیر اور تکذیب مولویوں کے ہاتھوں سے تنگ آکر ہمارے ایک دوست نے جو خود بھی مولوی ہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں خط لکھا ہے۔ کہ یہ مکذبین بھی تو کافر ہیں۔ کیوں نہ ایسا کیا جاوے۔ کہ ہمارے جماعت کے مولوی صاحبان ان کے حق میں ایک کفر کا فتویٰ مسجل بہ مواہیر تیار کر کے شائع فرما دیں۔

حضرت نے فرمایا۔ ان کو لکھ دو۔ کہ آپ ان مخالفین کے ساتھ بھی نیک سلوک کرتے رہیں۔ اور ان کے حق میں دعا کرتے رہیں اور ان کے ساتھ حتی الوسع نیکی کرتے رہیں۔ وہ برا کہیں تو آپ خاموش رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح مند کریگا۔

نکتۂ معرفت

ایک شخص کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا۔ کہ میں مقروض ہو گیا ہوں۔ آپ کے بڑے بڑے مرید ہیں۔ مجھے بہت سارا روپیہ ان سے دلا دیں۔

فرمایا۔ اس کو لکھو۔ کہ میرا تو بڑا پیر بھی اللہ ہے۔ اور بڑا مرید بھی اللہ ہے۔ وہ پیر ہے۔ کیونکہ وہ میرا ہادی ہے۔ وہ مرید ہے۔ کیونکہ جو وہ ارادہ کرتا ہے۔ وہ ہو جاتا ہے۔ مرید خدا تعالیٰ کا ایک نام ہے۔ وہی سب میرے کام کرتا ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔ نہ اپنے مریدوں سے کرتا ہوں۔ آپ کو جس طرح کا اضطراب ہے۔ اگر اس میں دعا کی توفیق مل جائے تو انشاء اللہ بیڑا پار ہو جاوے گا۔

عبرت

فرمایا عبرت کا مقام ہے۔ ننگل مدت سے مصیبت میں گرفتار ہے پہلے ہیضہ تھا۔ پھر اب طاعون کا زور ہے۔ دوسروں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ (ننگل ایک چھوٹا سا گاؤں قادیان کے قریب ہے۔ ایڈیٹر)

خدا رازق

ایک ہندو کا خط پیش ہوا۔ کہ میں نے اپنے مقصد کے پورا ہونے پر کچھ نذر مانی ہوئی تھی۔ جو ارسال خدمت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے عجیب طریقوں سے رزق عطا کرتا ہے۔ اس کی پرورش کی راہیں الگ ہیں۔ دنیا کے لوگ سمجھ بھی نہیں سکتے من حیث لا یحتسب کا یہ ایک نمونہ ہے۔ جہاں سے خیال اور وہم بھی نہ ہو۔ وہاں سے رزق آجاوے۔

آپ مرزا صاحب کو کیا کہتے ہیں

ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہو۔ کہ بعض غیر احمدی یہ لکھ دینے کو تیار ہیں۔ کہ ہم مرزا صاحب کو مسلمان مانتے ہیں فرمایا پھر وہ مرزا صاحب کے دعویٰ اور الہام کے متعلق کیا کہیں گے مدعی وحی و الہام کے معاملہ میں دو ہی گروہ ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا او کذب بالحق اذا جاءہ الیس فی جہنم مثوی للکفرین۔ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا تعالیٰ پر افترا کرے۔ اسے خدا کی طرف سے الہام نہ ہوا ہو۔ اور کہے کہ مجھے ہوا ہے۔ ایسا ہی اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے۔ جو اس حق کی تکذیب کرے۔ یا تو مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے تھے۔ ان کو ماننا چاہیئے۔ یا جھوٹے تھے۔ ان کا انکار کرنا چاہیئے۔ اگر مرزا صاحب مسلمان تھے۔ تو انہوں نے سچ بولا اور وہ فی الواقع مامور تھے۔ اور اگر ان کا دعوے جھوٹا ہے۔ تو پھر مسلمانی کیسی؟۔

مخالفین کو سلام

۶۔ اپریل کو حضرت خلیفۃ المسیح بعض خطوط کا جواب لکھوا رہے تھے۔ ڈاک میں ایک مخالف کا خط بھی تھا۔ آپ نے محرر ڈاک کو فرمایا کہ اس کا سرنامہ لکھو جناب من! دوبارہ فرمایا صرف جناب رہنے دو۔ اور سلام نہ لکھو۔ کیونکہ یہ لوگ خدا کے فضل سے دور ہیں۔ اور ہم سے ایک طرف ہیں اور اس موقع پر اپنے ایک استاد کا واقع سُنایا کہ انہوں نے ایک مرتبہ ایک شخص کو جو اسلام سے منکر تھا۔ سرنامہ لکھا۔ مرکز محیط علماء و محیط مرکز فضلاء۔ اور فرمایا۔ کہ یہ سرنامہ اس لئے منتخب کیا۔ کہ ہمارا اور ان کا اختلاف اسی قسم کا ہے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ ہمارے پاس ایک ہندو نے اپنے لڑکے کے دعا کو کہا ہم نے اس کے سامنے جب دعا کی۔ کہ اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں اس کا بھلا کرے تب اس نے کہا کہ آپ ایسی دعا نہ کریں۔ کیونکہ آپ جو دونوں جہان کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اس کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ وہ مسلمان ہو جائے

ایسا اعتراض نا جائز

ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں عرض کیا کہ

۲۸-جنوری ۱۰ء

تعلیم و تالیف کے متعلق دلچسپ نوٹ

زبدۃ الحکماء کی قابل اعتراض کتاب

پیسہ اخبار نے اپنی رعایتی کتابونکی فہرست کے ساتھ حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما کی کتابونکی فہرست دی ہے جس مین ایک کتاب اختیار النسل ہے جس کے مضمون کی تشریح ان الفاظ مین کیگئی ہے ”کثرت اولاد باعث مفلسی ہے اولاد کی پیدایش اگر روکنا چاہین تو رک سکتی ہے“ مجھے اس کتاب کا اعلان پڑھکر سخت صدمہ ہوا کہ ایک مسلمان طبیب جو حاجی بھی ہے ایسی شرمناک حرکت کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو قرآن مجید کے صریح خلاف ہے قرآن مجید مین لکھا ہے کہ لاتقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق یعنی اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو اور یہ قتل اولاد مختلف صورتون مین ہوتا ہے جن مین سے مانع حمل ادویات کا استعمال بھی ایک ہے مین نے اس کتاب کو نہین دیکھا اور نہ کسی مسلمان کو ایسی لغو کتاب دیکھنی چاہیے۔ مگر جب کہ یہ کہا گیا ہے کہ اولاد کی پیدایش کو روکنے کی تجاویز گویا اس مین بتائی گئی ہین تو اس سے بڑھکر قرآن مجید کی صریح بے حرمتی کا ارتکاب کیا ہوسکتا ہے؟ مین حیران ہون کہ کیون زبدۃ الحکما صاحب نے ایسی کتاب لکھی اگر وہ اس کتاب کو تلف کردینے کا اعلان نہین کرینگے تو مجھے مسلمانون مین اس تحریک کو پورے زور سے پیش کرنیکی ضرورت ہوگی۔ کہ ان کے کارخانہ کو بائیکاٹ کیا جاوے اسلیئے کہ جو شخص قرآن مجید کی اس طرح بے حرمتی روا رکھتا ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ مسلمان اس سے کم از کم تنفر کا اظہار کرین مین امید کرتا ہوں۔ کہ زبدۃ الحکما صاحب اس معاملہ پر سنجیدگی سے غور کرینگے اور محض چند پیسوں کے لیئے قرآن مجید کا خلاف کرنا نہین ہونگے، پیسہ اخبار کے معزز ایڈیٹر کو بھی اس طرف

توجہ کرنی چاہیے۔

علمی رسائل اور پنجاب یونیورسٹی

گورنمنٹ پنجاب نے پنجاب یونیورسٹی کو ساڑھے تین سو روپیہ سالانہ اس غرض کے لیئے دینا منظور کیا ہے۔ کہ وہ علمی رسایل منگوایا کرے تاکہ کالجوں کے طلباء اور گریجویٹ اپنے معلومات وسیع کرسکین علمی نکتہ نظر سے گورنمنٹ پنجاب کی یہ فیاضی قابل قدر ہے لیکن اگر ان علمی رسایل کیساتھ ایسے اخبارات اور رسایل کا اضافہ کیا جائے جو اخلاقی اور علمی صداقتوں کی تعلیم پہیلاتے ہین تو مین سمجھتا ہون کہ یہ رقم زیادہ مفید ہوسکے تعلیمی ترقی جبتک اسکے ساتھ تربیت نیچر اور اخلاقی اصلاح ساتھ نہ ہو چنداں مفید نہین ہوسکتی بلکہ نری چالاکیان سکھلاتی ہے

امراض چشم پر ایک کتاب

یورپ نے فی الواقعہ طب میں ایسی ترقی کی ہے۔ کہ وہان اکثر لوگ خاص خاص بیماریونکا علاج کرتے ہین کوئی صرف دانتون کا علاج کرتا ہے کوئی صرف آنکھونکا علیٰ ہذالقیاس اسی طرح پر اس فن کے متعلق تالیفات اور ایجادات کا حال ہے معزز معاصر ندوہ نے ظاہر کیا ہے کہ حاذق الملک حافظ حکیم محمد اجمل خان صاحب کے کتب خانہ مین ایک کتاب عربی زبان مین آنکھ کی تشریح اور امراض کے متعلق ہے۔ جو ایک حکیم اردن بن حکیم موفق الدولہ ابن ابی الحسن حلبی کی تصنیف ہے اور چارسو صفحون سے زیادہ پر ہے۔ یہ بھی کتاب مذکور کے دیباچے سے معلوم ہوا کہ مصنف سے پہلے بھی خاص اسی فن پر کثرت سے کتابین لکھی جاچکی ہین اسی ضمن مین ۱۸ کتابون کے نام دیئے ہین اور آنکھ کی تشریح کے متعلق جو آلات اسوقت تک ایجاد ہوئے تھے۔ مصنف نے انکے نام تصویر اور طریق عمل کو بھی ظاہر کیا ہے۔ اور انکی تعداد ۳۵ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طب کا کیسا قابل قدر ذخیرہ عربی زبان مین موجود ہے۔ اور یہ ترقیان آج نئی نہین بلکہ ہماری عدم واقفیت انہین نیا بتاتی ہے۔

السنہ مشرقیہ و مذاہب ہند کی تحقیقات

صاحب وزیر ہند نے مہامہوپادھیا ستیش چندر آچاریہ ودیا بہوشن جی کو سرکاری خرچ پر لنکا بھیجنا منظور کیا ہے۔ تاکہ وہ وہان رہکر بودھی اور پالی علم لسان کا مطالعہ کرین۔ وہاں سے واپس آکر وہ ہندو مذہب کے متعلق ایسی ہی تحقیقات کے لیئے بنارس بھیجے جاوینگے تاکہ وہ اپنی تحقیقات کے نتایج گورنمنٹ مین پیش کرین معزز معاصر وکیل اس پر امید ظاہر کرتا ہے کہ گورنمنٹ عربی و فارسی زبانون اور ابتدائی اسلامی تمدن کے متعلق بھی ایسے ڈیپوٹیشن روانہ کریگی لیکن گورنمنٹ کا اس طرف خیال رجوع کرانیکے لیئے ضروری ہے کہ خود مسلمان بھی ہندو برادران وطن کی طرح کچھ کام کرکے دکہائین۔

شمس العلماء آزاد کا انتقال

لٹریری دنیا مین یہ خبر نہایت افسوس سے پڑھی جائیگی کہ ۲۱-جنوری کو شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب آزاد نے انتقال کیا مرحوم آزاد اپنی زباندانی کے لحاظ سے اردو اور فارسی زبان کے مسلم اور مستند اوستاد تھے اور نظم و نثر مین اعلیٰ پایہ رکھتے تھے اردو زبان مین نیچرل شاعری کے بانی اور اوستاد وہی تھے آب حیات اور نیرنگ خیال وغیرہ تصانیف کے ذریعہ اردو زبان پر جو ابدی احسان انہون نے کیا ہے وہ ہمیشہ انہین لٹریری دنیا مین زندہ رکھیگا فارسی زبان کی تحقیقات کے متعلق ایک لمبا سفر کیا اور اپنے سفر کے حالات آٹھ لیکچروں کے ذریعہ پیش کئے جو سخندان پارس کے نام سے موسوم ہوکر ایک مفید اضافہ فارسی زبان مین ہوا مرحوم گورنمنٹ کالج اور اورینٹل کالج مین چوتھائی صدی تک عربی فارسی کے پروفیسر رہے اور اس عرصہ مین سینکڑون شاگرد آپکے معزز عہدون پر ممتاز ہوئے عمر کے آخری حصہ مین دس بارہ سال سے اختلال دماغ کے عارضہ میں مبتلا ہوگئے۔ اور آخر بیاسی سال کی عمر مین انتقال کیا آخری وصیت مین اپنی قابل قدر کتابونکو کسی قابل قدر انسان کے ہاتھ بیچنے کی ہدایت کی مرحوم آزاد کے مرنے سے ایک صاحب کمال دنیا سے اٹھ گیا۔

اردو زبان کے حامیونکو آزاد مرحوم کی تصانیف کی خاص طور پر قدر کرنی چاہیئے۔ اور انکی یادگار کسی علمی پیرایہ مین اگر قایم کیجاوے تو

فرزشاگرد اس میں حصہ لے سکیں آزاد اثنا عشری مذہب رکھتے تھے۔ حق مغفرت کرے عجیب آزاد مرد تھا

دیانند ی صاحبان کے طلسم کو توڑنا اسکا

م ہے یہہ پرچہ نہایت قابل ہاتھون

میر قاسم علی صاحب احمدی کو مجھے معروف

کی ضرورت نہین الحکم میں انکے متعدد و مطول

مامین چھپ چکے ہین۔ اور رامپور اور منصوری کے مباحثات کیوجہ سے وہ خصوصاً معروف ہین۔ انہون نے اپنی ملازمت کو خدمت اسلام کیلئے نثار کیا ہے اور ایک جوش اور ٹرپ اس کام کیلئے رکھتے ہین۔ پس الحق ایسے ہاتھون مین انشاءاللہ العزیز پوری قابلیت سے ظاہر ہوگا۔ احباب کا فرض ہے کہ اس اخبار کی خریداری اپنے لئے لازم سمجھین اور قیمت بھی صرف ۴ مع سالانہ ہے۔ جو ایک ہفتہ وار اخبار کیلئے بہت ارزان ہے۔ میں الحق کی ہر طرح سے کامیابی کیلئے متمنی ہون اور اس دن کے دیکھنے کا بدل آرزومند جبکہ اسکا موٹو پورے جلال کے ساتھہ ظاہر ہو جاوے کہ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ الحق کے لئے دہلی پرانی پھول منڈی میر قاسم علی صاحب احمدی کے نام درخواست ہو۔

ایک آریہ اپدیشک کی کھلی چٹھی

بٹالہ کے رہنے والے ایک آریہ اپدیشک نے مسلمانان اعظمین اور ایڈیٹران اخبارات کے نام ایک کھلی چٹھی (جسکو دوسرے الفاظ میں مسلمانوں کو گالیاں دینکی دہمکی کہنا چاہئے) شائع کی ہے۔ اس چٹھی میں انہوں نے اپنے صبر اور برداشت کی آپ ہی تعریف کرکے بتایا ہے۔ کہ وہ اپنی قلم کو جنبش دینے پر مجبور ہوئے ہین۔ اور وہ بتائینگے کہ مسلمان لوگ گورنمنٹ کے کیسے خیرخواہ ہین۔ اور مستقبل میں کیسے ثابت ہونگے اور در پردہ وہ کس بات کے خواہشمند ہین۔ اور یہ کہ وہ قرآن کا شیرازہ توڑنے کو قلم اٹھائینگے،،

اس دہمکی کی ہمارے نزدیک ایک تنکے کے برابر بھی وقعت نہیں۔ جو شخص لیکھرام مقتول کو اپنا پیشوا یا استاد تسلیم کرکے گالیاں دینے کیلئے میدان میں نکلنا چاہے اسکو کریڈٹ دینا آریہ سماجون کا تو کام ہوسکتا ہے تاکہ ویدک میگزین کے نامہ نگار کی رائے کی تائید ہو۔ جو دوسری جگہ درج کیگئی ہے۔ اگر آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کو ایسے اپدیشک ہوئے ہیں۔ جو اپنی گالیوں اور بدزبانیون پر فخر کرسکتے ہین تو اسے مبارک مگر میں آریہ پرتی ندہی سبھا کے اس اپدیشک کو یہہ مشورہ دیتا ہون۔ کہ فرض کرو اپنے چوہڑون چمارون سے بھی بڑھ کر غلیظ گالیاں مسلمانوں کو دیدین اور انہین یہہ بھی کہدیا کہ وہ گورنمنٹ کے بدخواہ ہین باغی ہین۔ حکومت لینا چاہتے ہین۔ چنان اور چنین ہے تو اس سے وہ الزامات جو واقعات کی بنا پر انپر لگے ہوئے ہین کیسے دور ہونگے؟ بلکہ ثابت ہو جائیگا کہ بیشک یہ بدزبانی اور بدگوئی میں ماہر ہین۔ آریہ پرتی ندہی سبھا اپنی ذمہ داری کو پہلے سے سمجھ لے کہ گالیاں دینے والے اپدیشک کی تحریریں کیوں اسکی تحریریں نہ سمجھی جائینگی۔ اور کیوں یہ قرار نہیں دیا جائیگا۔ کہ آریہ پرتی ندہی نے اسکو گالیاں دینے کیلئے یجنت مقرر کیا ہے۔ جو مذہب خلائق اور معارف پیش کرنے کی بجائے گالیاں دینے میں طاق کرتا ہے۔ اور جو اپنی بہتری اس میں سمجھتا ہے۔ کہ دوسروں پر افترا کردے وہ بالکل موت کے مونہہ میں ہے۔ اسلئے آریوں کو اس اپدیشک کی چٹھی پر ملامت کا ووٹ پاس کرنا چاہئے یا اپنے مذہب کی موت پر نوحہ کرنا چاہئے۔

آخر میں آریہ ہیرو کے گرم خون سے متاثر آریہ اپدیشک کو ملایم رہنا چاہئے۔ کہ مسلمان واعظ اور مسلمان اخبارات ایسی لغو باتون کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ باطل کے پرستاروں نے پہلے کیا کیا جو وہ اب کچھ کر دکھائینگے۔ حق کے مقابلہ میں باطل بامراد نہیں ہوسکتا۔ باطل کے فرزندون نے اپنے اگلے پچھلون کو ساتھہ لیکر ہمیشہ حق کا مقابلہ کیا ہے۔ مگر آخر کامیابی کا زرین تاج حق ہی کے سر پر رکھا گیا ہے یہہ ابدی صداقت ہے جو کبھی اور کسی زمانہ میں ٹل نہیں سکتی۔ آریہ اپدیشک ضرور قلم اٹھائے اور اس صداقت کو آزما دیکھے اگر وہ حق اور باطل کی پرانی تاریخ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

قرآن مجید کا شیرازہ توڑنے کیلئے تیرہ صدیوں کے اندر بہتوں نے بے شرمی اور بے حیائی کیساتھ بیڑا اٹھایا مگر قرآن مجید اسی طرح درخشان ہے۔ اور ان تاریکی کے فرزندون کو کوئی بھی نہیں جانتا۔ جنہون نے اس نور کو بجھانے کیلئے پھونکیں ماریں اور آخر خود ہی جلکر ہلاک ہوگئے اور اسکی صداقت پر مہر کر گئے ؂

فتنۂ ارتداد اور مسلمان راجپوتون کا فرض۔

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جو تحریک کی گئی تھی اسکے متعلق سب سے پہلی آواز جو احمدی راجپوتوں میں سے تائید کیلئے اٹھی ہے وہ ہمارے مکرم و مخلص بھائی چوہدری مولابخش صاحب بھٹی منشی خوان محکمہ سب جج بہادر سیالکوٹ کی ہے۔ چوہدری صاحب سلسلہ عالیہ کی اشاعت کے لئے ایک جوش اور اخلاص رکھتے ہین انہون اس تحریک پر ایک پُردرد نامہ لکھا ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی راجپوت قوم کے ایک قابل قدر رکن ہین۔ اس دردنامہ میں اپنی قوم کی مذہبی حالت کا دردناک خاکہ انہون نے کھینچ کر بتایا ہے۔ کسطرح یہہ بہادر اور سخن پرور قوم باوجود مسلمان ہونے کے گری ہوئی ہے۔ میں انکے دردنامہ کو شائع کرنے کے لئے پھر گنجائش نکال سکونگا سردست میں نے یہہ ضروری سمجھا کہ اس تحریک کو زندہ اور جاری رکھنے کے لئے اس مختصر نوٹ پر اکتفا کرون۔

چوہدری مولابخش صاحب نے اس تحریک میں ہرطرح سے حصہ لینے کے متعدی ظاہر کی ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہتے ہین۔ انہونے محرکین تجویز بالا کی خدمت میں نہایت موثر الفاظ میں اپیل کی ہے کہ قول مردان جان دارد کے مشہور مقولہ پر عمل کرکے اور اپنی راجپوتی آن کو قائم رکھنے کیلئے اس بابرکت تحریک کو عملی رنگ میں لانے کی کوشش کرین ایسا نہو کہ صرف اخبارات ہی میں یہہ صدا اٹھکر رہ جاوے اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو پھر ہم راجپوتون کے لئے یہ امر نہایت افسوسناک ہوگا۔ اسلئے جہان تک جلد ممکن ہو ایسے عمل میں لانے کی کوشش کرو۔

مبارکباد نہایت مسرت سے سلسلہ عالیہ کے مخلص اور پرجوش خادم اپنے مکرم بھائی میاں رحمت اللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ کو مبارکباد دیتا ہوں - ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کو خدا تعالےٰ نے انکو فرزند نرینہ عطا فرمایا اللہ تعالےٰ اُسے والدین کیلئے قرۃ العین بنائے اور اپنی رضا میں نافع الناس اور خادم دین بنائے اور درازی عمر عطا فرمائے آمین

سالانہ کھیلونکا مقابلہ

سال کے بعد کل ضلع کے ہائی سکولوں اور مڈل سکولوں کے طلبا کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کے مقابلہ کیلئے جمع ہوتے ہیں اس سال یہ مقابلہ گورداسپور میں ہوا۔ جہاں ضلع گورداسپور کے کل ہائی سکول اور مڈل سکولوں کے طلباء اکھٹے ہوئے تھے - ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء بھی شریک ہوئے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اجراء کی غرض و غایت تو طلبا میں مذہبی اور اخلاقی عملی روح پیدا کرنا ہے کیونکہ یہی ایک قوت ہے جسکے زائل ہو جانے کی وجہ سے قومی ادبار حملہ کر رہا ہے۔ محض تعلیمی قابلیت گو بجائے خود ایک عمدہ چیز ہے مگر مذہبی روح کے بغیر وہ نری حکمت عملیوں اور چالاکیوں کا ذریعہ ہو سکتی ہے اسلئے کہ اسکے حاصل کرنیکے لئے **تقویٰ** اور **طہارت** کی کوئی شرط نہیں برخلاف اسکے **مذہبی ترقی** کی روح ہی **تقویٰ** اور **طہارت** ہے اسی ایک جزو اعظم کے نہونے کیوجہ سے آج تعلیم یافتہ جماعتوں میں **بے چینی** پیدا ہو رہی ہے اور آزاد خیالی و خود غرضی کی رو چل رہی ہے۔ نوجوانوں میں ایسے خیالات پیدا کئے جا رہے ہیں یا پیدا ہو رہے ہیں جو تعلیمی ترقی کے چہرہ پر **کلنک کا ٹیکا** سمجھے جاتے ہیں۔ ایسی ہی ضرورتوں کی بناء پر تعلیم الاسلام ہائی سکول کھولا گیا تھا- اور خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنا کام کر رہا ہے اور اس مقصد کے پورا کرنے میں وہ بہت بڑی حد تک کامیاب ثابت ہوا ہے۔ باوجود اس غرض کے وہ ذہنی اور جسمانی ترقی میں بھی کسی ہم عصر سکول سے پیچھے نہیں۔ ذہنی قابلیت کیلئے سالانہ امتحانوں کے نتیجے بہترین نمونہ ہیں اور جسمانی ترقی کیلئے سالانہ کھیلوں کے مقابلہ کے نتائج پتہ دے رہے ہیں اس دفعہ کے مقابلہ میں قادیان سکول نے کل ضلع کے انعام کا نصف حاصل کیا -

اور نہ صرف انعام حاصل کیا بلکہ گورداسپور کی عام پبلک کی تعریف بھی حاصل کی ۔ بالاتفاق قادیان سکول کے طلباء کی اخلاقی تربیت اور لڑکوں کی **سادہ زندگی** کا اعتراف کیا گیا کسی مقابلہ میں جیت جانیکے بعد ان لڑکوں میں کسی قسم کی نمایش اور تکلف اور غرور نہ پایا جاتا تھا انھوں نے کھیلوں میں اپنے مد مقابل کو کبھی کسی قسم کا اخلاقی یا جسمانی دکھ دینے کی کوشش نہیں کی بلکہ ایک موقعہ پر گورداسپور سکول کے طلباء کی ایک خطرناک اخلاقی کمزوری پر جس بردباری اور صبر کا نمونہ ہمارے طلباء نے دکھایا اس نے گورداسپور کی پبلک کو حیران کر دیا اور اسکا ایسا اچھا اثر پڑا کہ سکول مذکور کے ذمہ دار افسروں کی طرف سے عذر کیا گیا جبپر ہم شرح صدر سے انہیں معاف کرنیکی توفیق پا سکے۔ اپنی غلطی اور کمزوری کا اعتراف سب سے بڑی اخلاقی قوت ہے اس لحاظ سے گورداسپور سکول کی طرف سے جیسی اخلاقی کمزوری ظاہر ہوئی اسی طرح اُنہوں نے اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا۔

سالانہ ٹورنے منٹ کی انتظامی کمیٹی میں کسی مسلمان کا نہونا ایک افسوسناک امر ہے جسکے لئے مجھے امید کرنی چاہیئے کہ آئندہ اس قسم کی شکایت کا موقعہ نہیں دیا جائیگا۔ اس موقعہ پر امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے قابل قدر کام کیا جسنے اپنے لیکچروں اور میجک لالٹین کے ذریعہ مسکرات سے پرہیز کرنے کی ہدایات طلباء کو دیں ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر کا یہ کام نہایت قدر کے قابل ہے میں نے گورداسپور کے ایک معزز رکن پنڈت ٹھاکر مل صاحب کو توجہ دلائی ہے کہ بورڈ سکول گورداسپور کے پاس سے شراب کی دوکان اٹھا دینے کی سعی کریں -

میں اس ٹورنے منٹ کے تفصیلی حالات نہیں دے سکتا - گورنمنٹ سکول کی ٹیم کی طرف سے طلباء آمدہ بیرونجات کو ایک پارٹی دی گئی اور مسلمان بورڈرز گورنمنٹ سکول نے بھی اسلامی اخوت کے لحاظ سے ہمارے طالب علموں کو ایک پارٹی دی۔ اول الذکر پارٹی کی تقریب پر تعلیم الاسلام قادیان کی ٹیم کیطرف سے ماسٹر عبدالرحیم صاحب منیجر ورزش نے طلباء کو ایک قیمتی نصیحت کی کہ وہ آجکل کے **سڈیشن** اور **انارکزم** کے خیالات اور لٹریچر سے پرہیز کریں اور گورنمنٹ کی وفاداری کا انہیں سبق دیا جو مدرسہ تعلیم الاسلام کا **موٹو** ہے - بہرحال یہ تقریب نہایت کامیابی کی قسم ہوگی - مدرسہ تعلیم الاسلام میں تقسیم انعام کا ایک خاص جلسہ کیا گیا جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے اپنے ہاتھ سے کامیاب طلباء کو انعام دیا- اور مناسب موقعہ تقریر فرمائی اس موقعہ پر خاکسار ایڈیٹر الحکم نے انعامی تحریک کرتے ہوئے ان کامیاب طلباء کے لئے اپنے شائع کردہ ترجمۃ القرآن کا ایک ایک سٹ پانچ پارہ کا دینے کا اعلان کیا بہرحال یہ جلسہ خوبی سے ختم ہوا- آخر میں میں ماسٹر عبدالرحیم صاحب کی توجہ کیلئے شکر گذاری کا اظہار کرتا ہوں کہ اُنھوں نے طلباء کی جسمانی تربیت کے لئے اپنے وقت کا حصہ دیا ہوا ہے وہ ایسے کاموں کیلئے ایک موزون اور بہتر اُستاد ہیں مجھے امید ہے کہ صدر انجمن ماسٹر مامون خان صاحب ورزش ماسٹر اور ماسٹر عبدالرحیم کی خدمات کا خصوصیت سے لحاظ کریگی - میں نے عمداً احتراز کیا ہے کہ ان طلباء کا جداگانہ ذکر کروں جنھوں نے انعامات حاصل کئے کیونکہ اتنے لمبے مضمون کیلئے گنجائش نہیں نکال سکتا آخر میں میں مدرسہ کی کامیاب ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوا یہ کہکر ختم کرتا ہوں کہ ہمارے مدرسہ کے بچے ترجمہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ریاست کوہا پور مین شاہی مسجد ضبط کر لی گئی

ریاست کوہا پور میں مہاراجہ صاحب نے ایک شاہی مسجد کو جسکے ساتھہ پون لاکھہ سالانہ کی جاگیر ہے ضبط کر لیا ہے اور اسکے میناروں کو توڑ کر اسپر ایک کوٹھی بنالی ہے مسلمانان کوہاپور نے اس مسجد کو واگذار کرانے کیلئے بہت کوشش کی اور اس زمانہ کے وایسرائے لارڈ کرزن کو عرضیاں بھی دین مگر کامیابی نہوئی اور مقدمات کا سلسلہ چلا پولٹیکل ایجنٹ صاحب نے دو سال سے زاید عرصہ ہوا مسجد کا قفل کھلوا کر تحقیقات کی۔ مگر ابھی تک کوئی نتیجہ قابل اطمینان نہین نکلا۔ یہ مسجد عادلشاہ نے بنوائی تھی۔ جو شاہان بیجا پور میں سے ایک تھا۔ ایک شاہی مسجد کی یہہ بے حرمتی اور تذلیل مسلمانوں کیلئے سخت دکھہ دہ ہے اور کل مسلمان اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین پچھلے دنون جب یہہ شکایت پبلک ہوئی تو بعض آریہ اخبارات نے مہاراجہ صاحب کی بے تعصبی میں اس امر کا بھی ذکر کیا تھا۔ کہ انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ ہندی زبان مین کرانیکا اہتمام کیا ہے۔ اس ترجمہ کے متعلق جو ایک ایم۔ اے ہندو صاحب کے سپرد ہوا ہے۔ میں ایک عرصہ سے خط وکتابت کر رہا ہوں اور اسکا نتیجہ انشاء اللہ مع خط وکتابت کے جلد پبلک کرونگا جس سے ناظرین الحکم کو اندازہ کرنے کا موقعہ ملیگا۔ کہ انکا خادم اپنے فرض کو ضرورت کے وقت کسطرح محسوس کرتا ہے۔ مہاراجہ صاحب کا یہہ تصرف بیجا ایک والی ریاست کی حیثیت سے نہایت ملامت کے قابل ہے۔ قطع نظر اسکے کہ انکی مسلمان رعایا کی اس سے مذہبی دل آزاری ہوتی تھی۔ ایک قدیم شاہی عمارت کو اسی صورت میں قائم رکھنا بھی انکی شان ریاست کا مقتضی تھا۔ میری دانست میں کل مسلمان اخبارات کو ایسے معاملات پر متفقہ آواز اٹھانے کی ضرورت ہے اور افسوس ہے کہ وہ اپنے فرض کو بھول جاتے ہین۔ میں معزز ہم عصر پیسہ اخبار کی پر زور الفاظ میں تائید کرتا ہون۔ کہ گورنمنٹ کو اس معاملہ میں ضروری نوٹس لینا چاہئیے۔

کیا عجب لارڈ منٹو کی گورنمنٹ مسلمانان کوہا پور پر خصوصاً اور مسلمانان ہند پر عموماً یہ احسان کر سکے۔ کہ وہ اس معاملہ میں مناسب دخل دیکر مسجد مذکور مسلمانوں کو دلاوین۔ جب کہ خود گورنمنٹ نے ایسی مساجد شاہی کو مختلف مقامات پر واگذار کر دیا ہے۔

آریہ سماج کی بدزبانی پر اندرونی شہادت

الحکم میں متعدد مرتبہ آریہ سماج کے لیڈروں کے اس اعتراف کو شایع کیا گیا ہے کہ آریہ سماج کے اپدیشک (واعظ) اور مصنف مخالفین مذہب کے ہادیوں اور بزرگوں کی نسبت جو زبان استعمال کرتے ہین۔ وہ سخت قابل اعتراض اور قابل نفرت ہے ویدک میگزین میں ایک آریہ نے پچھلے دنوں صاف طور پر اعتراف کیا ہے کہ صرف مخالفین ہی ہمیں ہدف اعتراضات نہیں بناتے بلکہ بہت سے احباب بھی ہمین قابل ملامت سمجھتے اور غیر متحمل اور گستاخ و بے ادب بتاتے ہین مخالفین کے مذہب کی نسبت جو زبان ہم استعمال کرتے ہین وہ کسی طرح بھی مستحسن نہین۔ ہم ہر شخص اور ہر ایک آدمی سے شمشیر زنی پر امادہ ہین۔ ہمارے گروہ میں ایسی مثالین شاذ نہین کہ محض ایک لڑکا جسنے ابھی ہوش نہیں سنبھالا۔ ورنہ ہنوز مذہبی اصولوں ہی سے اچھی طرح واقف ہوا ہے۔ اور دنیا اور اہل دنیا کی نسبت کچھ نہیں جانتا اہل عالم کی طبائع کے مالکوں مثلاً شنکر۔ بدھ۔ حضرت مسیح وغیرہم کی شان میں ناشائستہ کلمات کے استعمال پر دلیر پایا جاتا ہے۔ ہمارے اخبارات صرف ان لوگوں پر ہی سب وشتم نہیں کرتے جو ہم سے مذہبی معاملات میں اختلاف رکھتے ہیں بلکہ تمیز بہت سی ہمارے بہترین ہم مذہبوں اور دوستوں کی بھی جو بہت تکلیف وراحت میں ساتھہ دیتے ہین۔ اور ہمارے لیئے اور ہمارے اغراض کیلئے مردانہ وار لڑتے رہے ہیں بری طرح گت بنائی جاتی ہے" اسیطرح پر اس صاف گو آریہ نے اپدیشکوں اور واعظوں اور اپنے پرچہ نے تنقید کی ہے جسکو میں وقتاً فوقتاً شام وکمال اور وہ کہتا ہون۔ اس رائے کو پڑھ لینے کے بعد آریہ اخبار پرکاش کیا کہیگا؟ گوروکل کانگڑی کے اندر کے مضمون پر ویدک میگزین کے نامہ نگار کی رائے کو جہان کر کے وہ بتائے اور بتائے کہ دونوں میں کون سچا ہے پرکاش یا ویدک میگزین کا مضمون نگار۔

آریہ سماج کی یہہ بدگوئی اور معاندانہ نکتہ چینی سخت قابل افسوس ہے۔ اور اسپر بھی وہ دوسروں کو الزام دیتا ہے۔ کہ ایسے برے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔ ایسی شکایت سراسر فضول ہے۔ میں یا میرے ہم خیال ہم عصر آریہ سماج کو اسکے اصل رنگ وروپ میں ظاہر کرنے کے ملزم تو ہو سکتے ہین۔ اگر یہ کوئی الزام ہے مگر میں سچ کہتا ہوں کہ آریہ سماج کا نقشہ بگاڑنے والے ہم نہیں ہیں اور جو سچ پوچھو تو آریہ سماج کی جو تصویر ہم نے لی ہے وہ وہی ہے۔ جو بعض انصاف پسند آریوں نے خود کھینچی ہے آریہ اخبارات اپنے گھر کی ان راؤں کو پڑھکر شرمائیں اور اپنا رویہ بدلین۔ یاد رکھین کہ گالیاں دینا کوئی مذہب نہیں ہوسکتا۔

الحق کا خیر مقدم

حق پرستوں اور حق کے دلداروں کا فرض ہونا چاہئیے۔ کہ وہ الحق کا خیر مقدم کرین۔ اس بیچ میں الحق کا ایک ادنی خادم ہونیکی حیثیت سے اسکا خیر مقدم نکروں تو یہہ سخت فرد گذاشت ہے نئے سال کے برکات میں سے الحق کا دہلی سے اجرا ہے۔ یہہ وہی الحق ہے جسکا فاروق کے نام سے اعلان ہوا اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالے کے ارشاد وہدایت سے اسکا نام الحق رکھا گیا۔ الحق کے اجرا کا میں ہی محرک اور موید تھا اس لئے سب سے زیادہ خوشی مجھے اسکے اجرا سے ہے جسکو میرے محترم بھائی میر قاسم علی صاحب احمدی مشہور مناظر نے شائع کیا ہے۔ الحق کے مقاصد مخالفین مذہب اسلام کے اعتراضوں کے جوابات کو نہایت متانت اور شائستگی سے دینا اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا اور گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کا عام اظہار

...نسوان پر ریمارک

نمبر (۲)

میںنے گذشتہ اشاعت میں سوشل کانفرنس اور ہندو زنانہ کانفرنس کے متعلق مختصراً کچھ لکھا تھا اسی سلسلہ میں اس امر کے اظہار کی مجھے ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ ہندو مستورات کی یہ کوشش اور سعی بہرحال قابل قدر ہے ہندو عورتوں میں بیداری اور زندگی کے حس کا پیدا ہونا کوئی ایسی چیز نہیں جسکو ہم غور کئے بغیر چھوڑ دیں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسنے عورتوں اور مردوں کو حصول تعلیم کی یکساں ترغیب دی ہے۔

العلم فریضۃ لکل مسلم و مسلمۃ

مگر برخلاف اسکے مسلمانوں میں زنانہ تعلیم اسیطرح زبون حالت میں ہے جس طرح پر مسلمانوں کی عام تعلیمی حالت ہے ہندو مستورات کی کانفرنس جو تجاویز پاس کرتی ہے وہ سب کی سب عورتوں کی تعلیم۔ بچپن کی شادی گھر کا اثر اتفاق اور پردے کے رواج سکولوں کے اجرا اور زنانہ انجمنوں کے انعقاد کے مقاصد پر مبنی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو عورتیں اپنی تعلیمی سلسلہ میں کسقدر ترقی کر گئی ہیں برخلاف اسکے لاہور میں ایک مسلمان خواتین کی بھی مجلس ہے اور اسکے اغراض میں سب سے اہم جو بات میرے علم میں آئی یا پبلک ہوئی ہے وہ اُردو کی حمایت ہے۔ اس سے ان بیگمات کے مذاق کا اندازہ ہو سکتا ہے ممکن ہے میرے مسلمان بھائی میری اس صاف گوئی سے گھبرائیں مگر میں کیا کروں مجھے امر حق کے لئے قلم اٹھانا ہی پڑتا ہے کیونکہ

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اُردو کی حمایت۔ بجائے خود ایک اچھی چیز سہی لیکن سوال یہ ہے کہ عورتوں کے اخلاق انکی خانہ داری انکی مذہبی فرائض بچوں کی تربیت پر اسکا کیا اثر پڑیگا؟ اُردو کی حمایت کیلئے ان خواتین کو شاید شعر لئے اہل زبان کے دواوین اور تالیفات کی تلاش رہیگی۔ اور زبان کے چٹخاروں تک انکی سعی اور ہمت محدود ہوگی اگر مجلسوں کے انعقاد سے مسلمان بچوں میں مذہبی روح اور تہذیب کی عملی زندگی پیدا کرنا مقصد خاص ہو تو اسکے ضمن میں اُردو کی بھی حمایت ہو تو کیا اچھا ہو اصل غرض کو چھوڑ کر اور باتوں کی طرف چلے جانا شاید یہ مناسب اور موزوں نہیں۔ مسلمانوں کی خواتین کی کانفرنس ہیں اسبات کیطرف عدم توجہی سخت افسوس کے قابل ہے اس میں تعلیم یافتہ اور قابل آدمیوں کی بہو بیٹیاں شریک ہیں مگر انمیں موجودہ مغربی تہذیب اور سوسائٹیوں کے فیشن کا اثر پایا جاتا ہے پھر بھی یہ انجمن مستورات کی تعلیم ترقی کے لئے عمدہ اور مناسب تدابیر اور انکیلئے بہتر نصاب تعلیم تجویز کرنیکی طرف توجہ کرے تو بہت ہی مفید ثابت ہو۔

لاہور میں بزم اُردو نام کی بھی ایک انجمن ہے مسلمانوں کی اور شاید اسی مقصد کیلئے دو ہیں۔ مگر عربی زبان کی ترویج کے لئے ایک بھی نہیں۔ اصل کو چھوڑ کر فرع کی طرف توجہ کرنا مجھے تو خوش کن نہیں معلوم ہوتا۔ بہرحال یہ انجمنیں بتا رہی ہیں کہ ہندو قوم میں قومی ہمدردی کی روح کام کر رہی ہے انکے ہاں چونکہ ترقی کا اصل مادہ پرستی ہی ہے اسلئے وہ لوگ اگر اسطرف نہ جائیں تو کدھر جائیں لیکن مسلمانوں کی تمام ترقیوں کی جڑ مذہبی پابندی ہے اسلئے مسلمانوں کی مجالس کا مقصد اعظم پابندی مذہب ہونا چاہیئے مگر وہ دونوں طرف سے غافل ہیں۔ اس ریمارک کے بعد اب میں

برہمن کانفرنس

کے متعلق ناظرین الحکم کو کچھ علم دینا چاہتا ہوں۔ لاہور میں پہلی مرتبہ کل ہندوستان کے برہمنوں کی کانفرنس کا اجلاس ہوا اسکے میر مجلس مہاراجہ صاحب دربنگہ ہوئے تھے۔ اس کانفرنس میں جو ریزولیوشن پاس ہوئے انمیں برہمنوں کو اپنے مذہبی فرائض کی طرف توجہ دلائی گئی اور سنسکرت کتابوں کی حفاظت اور ایک کتب خانہ قائم کرنیکا انتظام کیا گیا۔ برہمنوں کو خیرات وغیرہ لینے سے منع کیا گیا تاکہ وہ اپنی عزت و وقار کو قائم رکھ سکیں۔

ان تجاویز سے برہمن کانفرنس کی اولوالعزمی اور تعلیمی اور مذہبی دلچسپی کا پتہ لگتا ہے اگر ہمارے ملایان قوم بھی ان تجاویز سے فائدہ اٹھا سکیں تو بہت ہی بہتر اور مناسب ہوگا۔ عمدہ بات اور حکمت مومن ہی کی گم گشتہ متاع ہوتی ہے جہاں سے ملے لینا چاہیئے۔ اسطرح پر برہمن کانفرنس کی کارروائی ہرطرح سے برہمن قوم کی بیداری کو ظاہر کرتی ہے۔

ٹمپرنس کانفرنس کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے ہندو ٹمپرنس کانفرنس کی غرض اور مقصود ہندوستان میں مسکرات کے رواج کو کم نہیں بلکہ مفقود کرنا ہے اجلاس اسکا ۳۰ دسمبر کو ہوا۔ ٹمپرنس کانفرنس کے مقاصد سے مسلمانوں کو سب سے زیادہ ہمدردی ہونی چاہیئے کیونکہ یہی ایک مذہب ہے جو ہر قسم کے مسکرات کو حرام ٹھیراتا ہے میری غرض اس سے یہ نہیں کہ دوسرے مذاہب میں مسکرات کی ممانعت نہیں بلکہ مجھے صرف اسلام کا ٹمپرنسی پہلو ظاہر کرنا مقصود ہے۔

اگرچہ کہا جاتا ہے کہ ہندو مذہب میں شراب نہ صرف جائز بلکہ اسے دیوتاؤں کی خوراک کہا جاتا ہے اور بعض دیوتاؤں کے خاص خاص نشے بھی ہیں لیکن بااین جب ہندو قوم ٹمپرنسی کاز کے لئے کوشش کر رہی ہے تو مسلمانوں کا تو فرض اولی ہے کہ وہ ایسے کاموں کی تائید کریں۔ دنیا میں جس قسم کی اصلاح بھی ہو وہ

سونے بھی کہا ہے اسکے ثبوت میں یہ تحدی قرآن ن اللہ تاریخ عرب موجود ہے پرکاش کا ایڈیٹر اور اسکا عزیز اندر عیسائیوں کی رائیں پیش کرنیکا عادی ہے اور دراصل انکے معلومات کا ذریعہ بھی انکی ہی تحریریں ہیں اسلیئے میں چند مشہور عیسائی صاحبان کی رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انکے سامنے رکھتا ہوں اگر انصاف دیانت اور راستبازی کوئی چیز ہے تو پرکاش کا ایڈیٹر اور اسکا بھیا ری غور کرے۔

ڈاکٹر اسپرنگر جیسا متعصب عیسائی اپنی کتاب لائیف آف محمدؐ مطبوعہ ۱۸۵۱ء (الہ آباد) کے صفحہ ۱۹ پر لکھتا ہے "اسکے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ اور جھکو نکلتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا اور غرش رعد اور آواز آب و طیور کے نغمہ حمد الہی میں خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان جنگلوں اور پرانے شہروں کے کھنڈروں میں خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے"۔

جس قلب پر اللہ تعالے کے جلال اور معرفت کی یہ تجلی ہو اور جو ہر وقت اللہ تعالے ہی کو دیکھتا ہو وہ کس عظیم الشان مقام عرفان پر ہوگا یہ ناظرین خود اندازہ کرلیں۔

پھر پادری راڈویل صاحب جنہوں نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔ وہ اپنے دیباچہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر لکھتا ہے کہ "وہ ایک عجیب غریب نمونہ ہے۔ اس قوت و حیات کا جو ایسے شخص میں ہوتی ہے۔ اور جسکو خدا اور عاقبت پر شدت کیساتھ یقین ہوتا ہے۔ اور جو اپنی ذات کریم اور سیرۃ صداقت مشحون سے ہمیشہ ان لوگوں میں شمار کیا جائیگا جنکو اپنے بنی نوع کے ایمان و اخلاق اور تمام حیات دنیوی پر ایسا اختیار کامل حاصل ہوتا ہے۔ جو بجز حقیقت میں کسی نہایت ہی اعلی درجہ کے شخص کے کسی اور کو کبھی حاصل نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے"

پھر سر ولیم میور سا تلخ دشمن اسلام اپنی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال اور جلالت شان کا ان الفاظ میں اعتراف کرتا ہے "اس عالم تنہائی و مصیبت میں وہ ایسے عالی مرتبہ اور جلیل الشان معلوم ہوتے ہیں کہ کتب مقدسہ میں انکا عدیل و نظیر کوئی دکھائی نہیں دیتا"

ایسی بہت سی رائیں ہم پیش کرسکتے ہیں اور وہ بھی صرف اس لیے کہ مخالفین کی شہادت ایک اثر رکھتی ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بجائے خود ایسی اعلی درجہ کی زندگی ہے۔ کہ اسکی نظیر نہیں ملتی اور وہ ایسی صاف اور روشن ہے۔ کہ کسی دوسرے شخص کی زندگی میں وہ بات ہی نہیں پائی جاتی۔

کیا یہ کم کمال ہے کہ آپکی ساری زندگی کے حالات محفوظ ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی جو آپنے کیا ہے۔ اس کے حالات محفوظ چلے آتے ہیں اور پھر آپ کو وہ تمام اسباب میسر آئے۔ جو تکمیل اخلاق و نمونہ اخلاق کے لیے ضروری تھے۔ پھر آپ کی حیرت انگیز کامیابی اور اس کے ذریعہ عرب کی حالت اخلاقی اور روحانی میں لا نظیر تغیر ہے۔ جو صرف آپ کی عملی زندگی کا نتیجہ تھا۔

الغرض سرور عالم کی شان بلند ہے۔ پرکاش کے ایڈیٹر کا پنڈت دیانند صاحب کو مقابلہ کے لیے پیش کرنا غلطی ہے۔ اگر پرکاش کا ایڈیٹر ایسا ہی خواہشمند ہے۔ تو وہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی میں مندرجہ ذیل نمونے دکھائیں۔

اول پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک وفادار شوہر کے

دوم پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک سعادتمند بیٹے کے

سوم پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک محسن باپ کے

ان ہر سہ امور کو مد نظر رکھکر مہاشہ کرشن یا انکا عزیز اندر یا ڈاکٹر چرنجیو صاحب بشرطیکہ استغاثہ لائبل اور سوالات جرح سے انہیں فرصت حاصل ہو پنڈت دیانند صاحب کی سوانح پر بحث کریں جب وہ اس سے فارغ ہو جائینگے تو پھر میں اور پہلو پنڈت صاحب کی لائف کے پیش کرونگا پھر انہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ کہ کیا انکی لائف ہمارے لیے کوئی معیار اور نمونہ ہو سکتی ہے۔ وہ سر دست مقابلہ کی بحث کو تو الگ رکھیں پبلک ہی میں انکا نقشہ کھینچ کر دکھائیں۔

مختصر نوٹ

فلسفہ اشراقین کی تائید

اشراقین کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ملک میں رہکر دوسرے ملک میں اپنے شاگردونکو تعلیم دے سکتے تھے۔ اس قسم کے امور کو بلا سوچے سمجھے نیچر یا عقل کے خلاف کہدیا جاتا ہے مگر جوں جوں سائنس کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ انکی صداقت پر روشنی پڑ رہی ہے۔ ولایت میں ایک آلہ ایجاد ہوا ہے۔ کہ اسکی مدد سے ایک شخص دوسرے آدمی سے اگر درمیان میں حجاب اور روک بھی ہو بلا واسطہ غیر بات چیت کرسکتا ہے۔ موجد کا بیان ہے کہ وہ اسکو بہت جلد بے تار کی تار برقی کی طرح عام کر دیگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالے نے ایکمرتبہ میرے سامنے بابو محکم دین صاحب امرتسری کو فرمایا تھا کہ میں یہاں قادیان میں ہی امرتسر میں تمہیں بروزنہ توجہ دے سکتا ہوں

اگرچہ اسکی مزید توضیح آپنے نہیں فرمائی اور نہ بابو صاحب نے اسوقت اپنی مصلحت یا بوجہ ادب کچھ اور کہا تاہم اس سے اتنا پایا جاتا ہے۔ کہ روحانیت میں یہ سلسلہ ہے۔ ضرور بہرحال سائنس کی بلند پروازی اسلام کی صداقت کی موید ہے۔

مذہبی تعلیم کی ضرورت

معزز معاصر نیر اعظم کی اس رائے سے میں شرح صدر سے متفق ہوں کہ اسوقت چونکہ ہندوستان کے جملہ مذاہب بیدار ہیں۔ اور وہ نہ صرف مدافعت ہی میں سرگرم ہیں بلکہ انکی حفاظت اور حقانیت کے ساتھ اشاعت میں بھی مصروف ہیں اسلیئے مسلمانوں میں مذہبی بیداری کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور غیر مذاہب کے اعتراضوں کے جوابات دینے کی طرف توجہ ہو تو کہ لوگ متزلزل نہ ہوں اور ہر شہر میں ایسی تحریکوں کی ضرورت ہے اور ہم معاصر مذکور تعلیمیافتہ لوگونکو اور مسلمانوں کی تمام انجمنوں کو اس طرف متوجہ کرتا ہے بیشک اس امر پر توجہ کرنیکی ضرورت ہے۔ اور اشد ضرورت ہے۔ اس کے لئے میں تو یہی پسند کرتا ہوں کہ مذہبی

تعلیم کا رواج دیا جاوے اور اب مذہبی کورس "ضرورت زمانہ" کے موافق تیار کئے جائیں۔ اور انہیں اسلامی مدارس میں بطور دیا جاوے۔ تو بہت ہی مفید امر ہو۔ مذہبی تعلیم کی ضرورت کو لارڈ کرزن نے تسلیم کر کے بڑے زور سے اسکی تائید کی تھی۔ اگر مذہبی تعلیم کا عام رواج ہو جاوے اور سکولوں میں اسے بطریق مناسب لازمی کر دیا جاسکے تو اس سے بہترین نتائج کی توقع ہو سکتی ہے۔

ہندو اخباروں اور مصنفوں کو صلاح دینے والی کمیٹی

لاٹ صاحب نے جو نصیحت ہندو لیڈروں کو کی ہے اس سے متاثر ہو کر رائے کنج بہاری صاحب مختار نے سول ملٹری گزٹ کے ضمیمہ مندرجہ حاشیہ ایک کمیٹی قائم کرنیکی تجویز کی ہے۔ اس قسم کی کمیٹی بے شک ملک میں خطرناک لٹریچر کو پھیلانے سے روک دیگی مگر سوال یہ ہے کہ یہ کمیٹی ہندو مصنفین اخبارات کے ہندو ایڈیٹروں پر حکومت رکھنے یا انہیں اپنے زیر رکھنے کے لئے کونسے ذریعے استعمال کریگی۔ بہرحال اس بحث کو چھوڑ کر ایسی کمیٹی کا وجود فی الحقیقت مفید ہو سکتا ہے میری سمجھ میں اگر آریہ سماج کی پرتی ندھی سبھا اور ایسا ہی سناتن دھرم مہا منڈل اور خالصہ چیف دیوان ایسی سرکلر چٹھیاں شائع کر دے کہ کوئی مصنف یا مؤلف جو اس سبھا یا دیوان سے تعلق رکھتا ہے۔ شائع کرنے سے پہلے ان مجلسوں میں پیش کر دیا کرے اور پھر ان مجلسوں کی منظوری سے وہ کتاب شائع ہوا کرے تو جہاں ملک میں قیمتی اور قابل قدر لٹریچر پھیل سکے گا۔ وہاں ملک میں بد امنی یا بد اخلاقی پھیلانیوالے لٹریچر کی اشاعت اگر کلیتہً نہیں تو بہت بڑی حد تک رک جائے گی۔

اسی سلسلہ میں اخبارات کے رویہ اور طرز پر غور کرنا بھی ضروری ہے۔ اور یہ امر کسی حد تک مشکل نظر آتا ہے۔ آنریبل لالہ ہرکشن لعل صاحب نے اپنی ایک تقریر میں غیر ذمہ وار ہاتھوں میں اخبارات کی باگ ہندوستان میں بے چینی کا سبب بتایا ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو گورنمنٹ کو شاید مزید توجہ کرنی پڑے اور ایڈیٹران اخبار کے لئے خاص قیود اور شرایط کو بڑھا دیا جاوے مگر یہ جو کچھ بھی ہوگا اخبار نویسوں کی اپنی ہی کرتوت کا خمیازہ ہوگا۔ اگر وہ عطا شدہ آزادی کی سچی قدر کریں تو کیوں یہ آفات پیدا ہوں۔ بہرحال ملک کے ذمہ دار لوگوں کو اس معاملہ پر غور کرنیکی ضرورت ہے۔ اور اس بڑھتی ہی بلا کو متفق کوشش سے دبا دینا چاہیئے۔

ذاتی عداوتوں سے ایکدوسرے کو بدنام نہ کرو

نفس پرستی خودغرضی بہت بری چیز ہے اگر اس وقت تک مسلمانوں نے اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ کے وفادار اور فرمانبردار ہیں ہمارے ہندو دوستوں کو انکی وفاداری پر مطعون کرنا سخت نادانی ہے کبھی انہیں جی حضوری کہکر مخول اڑایا جاتا ہے۔ اگر انکے مقابلہ میں انہیں جہنال کہا جاوے تو وہ کب گوارا کرینگے اس قسم کی شخصی نوک جھونک کو بالکل چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگر ہندو غداری کے جرایم کا ارتکاب کرنیوالے پائے گئے ہیں تو مسلمانوں کے لئے یہ خوشی کرنے کا محل نہیں وہ آخر انکے ہمسر اور خواجہ تاش اور ملکی بھائی ہیں انکی کمزوری یا لغزش کا اثر ان پر بھی پڑے بغیر نہیں رہ سکتا اگر ہمسایہ کے گھر کو آگ لگجاوے تو ہمیں کب چین آسکتا ہے اس وقت باہمی نکتہ چینی کے طریق کو چھوڑ کر سب سے پہلے سب ملکر ان بدنام کنندہ نکونام چند لوگوں کے انسداد کی کوشش کرو جو اپنی شرارت اور شوریدہ پشتی سے قوم کو اور پھر ملک کو بدنام کر رہے ہیں۔ اس وقت باہمی کدورتوں کو بھول جاؤ اور ایکدوسرے کو بدنام کرنیکی فکر نہ کرو بلکہ صرف اس خبیث مادہ کو متفق طاقتوں سے دور کرو جو ملکی اور قومی ذلت کا موجب ہو رہا ہے کیا ہندو اخبار نویس اپنے طرز کو بدل لینگے؟ اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو مسلمان ہی اپنی فراخدلی کا ثبوت دیں۔

یہ پاکیزہ فطرتی صدیقی فطرت کا خاصہ ہے

انسان کی پاکیزہ فطرتی کا اندازہ کرنیکے لیئے اسکے خیالات اور جذبات بہت بڑا ذریعہ ہیں اسکے احباب اسکے مطالعہ کی کتابیں اسکی محبوب ترین چیزیں بتا سکتی ہیں۔ کہ وہ کس قماش کا آدمی ہے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی اور سیرۃ ہمارے لیئے اسوہ اور نمونہ ہے۔ اسلیئے نہیں کہ وہ خلیفۃ المسیح اور ہمارے امام ہیں بلکہ اسلیئے کہ فی الواقعہ وہ تقدس اور اعلیٰ درجہ کے وقار اور بلند خیالی کا ایک نمونہ ہے۔ اور یہی سر ہے کہ وہ ایک قوم کا امام ہے اگرچہ حضرت مسیح موعود مغفور کی شہادت اس بارہ میں قطعی اور یقینی تھی۔ مگر جو ذاتی واقعات انسان کیلئے موثر ہو سکتے ہیں وہ دوسرے نہیں اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کانفرنسوں پر ریمارک کے عنوان سے میرا ایک آرٹیکل نکلا ہے اس میں ایک دو جگہ میں نے لیڈرز کانفرنس اور سوشل کانفرنس پر نکتہ چینی کرتے ہوئے نیوگ اور مسلمانوں کو لڑکیاں نہ دینے کا ضمناً ذکر کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ نے ان نوٹوں کو پڑھتے ہوئے مجھے زیادہ متانت زیادہ وقار سے کام لینے کی ہدایت فرمائی ہر چند اخباری لٹریچر میں خصوصاً آریہ صاحبان کی تحریرات پر نوٹس لیتے ہوئے ایسے فقرات کا لکھا جانا معمولی امر ہو مگر میں اس امر کو دنیا کے سامنے اس لحاظ سے رکھنا چاہتا ہوں تا وہ دیکھیں اور دکھاؤں کہ خدا تعالیٰ نے جس شخص کو ایسی بلند خیالی کو وقار اور تقدس عطا کیا ہے وہ فی الحقیقت دنیا کی اصلاح کے لیئے ایک نمونہ ہے۔ اگرچہ یہ میرا ذاتی واقعہ تھا مگر میں سمجھتا اور یقین کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے خلفاء کے تمام حرکات و سکنات دنیا کی ہدایت کے لیئے ہوتے ہیں۔ اسلیئے میں نے اسکا اعلان کرنا ضروری سمجھا تا کہ میرے جیسا ذوق رکھنے والے لوگ فائدہ اٹھائیں جیسے ایک سفید کپڑے پر ذرا سا داغ اور دھبہ بھی نمایاں رنگ رکھتا ہے اسی طرح یہ اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ فطرتی ہے کہ ایک معمولی سی بات جو کچھ بھی متانت یا ثقاہت سے گری ہوئی نظر آئے ایسے قلوب اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جس طرح عیسائی صاحبان کے لیکچروں کے سلسلہ کے وقت آپ کا ارشاد کہ غور سے سنو مومن ہو اسے قبول کرو۔ آپ کی حق پسندی اور تقوی اللہ کے خوف کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح یہ واقعہ آپ کی اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ فطرت کے اظہار کیلئے ایک دلیل ہی ہے۔ یہی وہ راز تھا جو خدا کے مامور پر ظاہر ہوا اور اسنے کہا کہ

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی یہ نور یقین عطا ہو تا ہم بھی نور دین بن جائیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ خدا تعالیٰ نے اسے نمونہ بنا کر ہم سے چاہا ہے کہ ہم بھی نور دین بنیں ۔ اے خدا !